کشکولِ اردو ادب

(انتقادادبیات اور نثری منظومات کا مجموعہ)



محمد مطیع اللہ نازشؔ

میں نثری اور شعری تخلیقات کا نادر تحفہ ہے۔ شاعری کی نئی اصناف کے حوالے سے نہایت ہی منفرد کتاب ہے، جسے مولوی مطیع اللہ نازش صاحب نے اردو ادب کو پیش کر کے اپنی دیانت داری اور ہنرمندی کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے۔ نازش صاحب نے مذکورہ کتاب میں اردو ادب پر بڑا معلومات افزا مواد پیش کیا ہے اور اپنی تحقیقاتی کرشمہ سازی دکھائی ہے، بایں سبب مذکورہ کتاب جامع اور مدلل ہے۔ان کا اردو ادب کا مطالعہ وسیع ہے۔

اردو شاعری کی نئی اصناف میں سانیٹ، ہائیکو، ترائیلے اور ترسیلے وغیرہ کو کافی مقبولیت ملی۔ تملناڈو کے کئی اہم ترین شعراء نے بھی ان اصناف پر خوب طبع آزمائی کی ہے۔ خصوصاً ڈاکٹر عزیز تمنائی کے سانیٹوں کے مجموعے برگ نوخیز، کو کافی مقبولیت اور نیک نامی ملی۔ قابل فخر بات یہ ہے کہ یہ کتاب پاکستان بھر کی یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب میں شامل ہے۔ فرحت کیفی کے ترائلوں کا مجموعہ ''پتہ پتہ بوٹا بوٹا'' بھی بہت مقبول ہوا۔ راقم کے ترائیلوں کی کتاب کا مقدمہ پروفیسر کرامت علی کرامت نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کتاب کے ترجمے تامل اور تیلگو زبانوں میں بھی ہوئے۔ سراج زیبائی نے بھی کئی عمدہ سانیٹ لکھے جو ان کے اولین شعری تصنیف ہے لمحوں کا کرب، میں شامل ہیں۔ غرض کہ کشکول اردو ادب کے کشکول میں اردو ادب کے کئی ان مول رتن کی مختلف نثری اور شعری اصناف سے متعلق سیر حاصل معلومات کا گنجینہ چھپا ہوا ہے۔ بحیثیت مجموعی فکر و نظر کے میدان میں ان کی تحریریں پرکیف، پراعتماد اور پروقار ہیں اور ان کی تنقیدیں ذاتیات کی سطح سے بلند اور ٹھوس بنیادوں پر مبنی ہیں۔

علیم صبا نویدی۔ چنئی

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (القرآن)
(اللہ تعالٰی نے ہمیں بہت ہی تھوڑا علم دیا ہے)
You have not been given knowledge, but very little.

کشکولِ اردو ادب

انتقادِ ادبیات اور نثری منظومات کا مجموعہ

اردو ادب کا تاریخی، تنقیدی، تحقیقی اور تہذیبی مطالعات پر مبنی مقالات ونثری منظومات

محمد مطیع اللہ نازش

فہرست

[illegible]

کشکولِ اردو ادب پر ایک طائرانہ نظر

مولانا مطیع اللہ نازشؔ بنیادی۔طور پر ایک مضمون نگار (Essayist) ہیں، لیکن وہ ان معنوں میں مضمون نگار نہیں ہیں جن معنوں میں انگریزی کے مضمون نگار Smiles تھے (جنہوں نے فرض (Duty) اور خود معاونت (Self help) جیسے موضوعات پر ایک ایک کتاب لکھ ڈالی تھی) یا پھر ان معنوں میں بھی مضمون نگار نہیں ہیں جن معنوں میں ورجینیا اولف نے ہلکی پھلکی مضامین (Light Essays) لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور جن کے تتبع میں اردو میں وزیر آغا نے ''انشائیہ کے خدو خال'' واضح کر کے اسے نثر کی ایک معتبر صنف کی حیثیت سے پیش کیا۔وزیر آغا صنفِ انشائیہ کو ''سمندر کی طرف پیٹھ کر کے ٹانگوں کے درمیان سے سمندر کا نظارہ کرنے'' کے مترادف قرار دیتے ہیں۔مولانا نازشؔ نے چند انشائیے بھی لکھے ہیں لیکن ان کے اس نوعیت کے مضامین وزیر آغا کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔نازشؔ کے مضامین کا یہ مجموعہ معلومات کا ایک ایک بیش بہا خزانہ ہے جسے بڑی عرق ریزی و جاں فشانی سے یک جا کر کے بڑی سلیقہ مندی کے ساتھ ایک تھالی میں سجا کر قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

مطیع اللہ نازشؔ نے تین قسم کے مضامین لکھے ہیں ۔ (۱) ادبی مضامین (۲) عمرانیات پر مبنی مضامین (۳) اصلاحی مضامین۔ ''عکسِ بصیرت''، ''اُڑیسہ میں اردو نثر نگاری'' اور زیرِ نظر مجموعہ ''کشکولِ اردو ادب'' نازشؔ کے ادبی مضامین کے نمونے ہیں۔ ''عکسِ تہذیب'' اور ''اسلامی عمرانیات'' میں انہوں نے اسلامیات کی روشنی میں عمرانیات کی تشکیلِ نو کی ہے۔ ''عکسِ معاشرہ'' نامی کتاب میں انہوں نے مسلم سماج کی اصلاح کا بیڑا اٹھا کر خود کو تعمیر پسند تحریک یا تحریک ادبِ اسلامی میں شامل کر لیا ہے جو ۱۹۴۸ء میں ترقی پسند تحریک کی بے راہ روی کے ردِ عمل کے طور پر معرضِ وجود میں آئی تھی۔اس اعتبار سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مطیع اللہ نازشؔ اُڑیسہ جیسے اردو کے مرکزی علاقوں سے بہت دور رہ کر سر سید، حالی، محمد حسین آزاد، شبلی، سید سلیمان ندوی اور عبد الماجد دریا آبادی جیسے اکابر کی روایت کو آگے بڑھانے میں روز و شب منہمک نظر آتے ہیں۔

زیرِ نظر تصنیف ''کشکولِ اردو ادب'' میں بہت سے ادبی اور لسانی موضوعات پر مضامین شاملِ اشاعت ہیں۔ان میں سے بعض مضامین ایسے ہیں جنہیں وسعت دے کر لکھا جائے تو پی ایچ ڈی کے مقالوں کی شکل اختیار کر لیں۔مثلاً ''ترقی پسند ادب کے ارتقاء میں اردو نثر نگاروں کا حصہ''، ''اردو وفیات نگاری''، ''اردو نثر میں مرقع نگاری سوانح عمری، مکتوب نگاری، خود نوشت رقم کرنے کی روایت''، ''اردو کے

فروغ میں مدارسِ دینیہ کا کردار"، "اڈیشا میں اردو کے تعلیمی مسائل اور ان کا حل" وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جن پر الگ الگ تحقیقی کارنامہ انجام دیا جاسکتا ہے۔ غرض کہ مطیع اللہ نازشؔ کوزے میں سمندر سمونے کے فن سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اڑیسہ میں اردو شاعروں کے تذکروں کو راقم الحروف اور ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری نے جہاں لاکر چھوڑا تھا ہوئیں سے نازشؔ نے اس روایت کو آگے بڑھا کر حال یعنی ۲۰۲۱ء تک پہنچادیا ہے۔

"کشکولِ ادب" کے اخیر میں ان کا ایک اختلافی مضمون "نثری نظمیں" شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بیسوں نثری نظمیں بہ طورِ مثال پیش کی ہیں۔ جو عمدہ ہیں اردو شاعری میں اصلاحِ سخن (یعنی استادی شاگردی) کی روایت کے ختم ہونے کے بعد راقم الحروف نے بیسویں صدی کے اواخر میں یہ پیشن گوئی کی تھی کہ اکیسویں صدی میں اردو شاعروں کی سہل انگاری کی وجہ سے اردو شاعری کا حاوی رجحان "نثری نظم" کا ہونے والا ہے۔ موجودہ صدی کی دوسری دہائی تک پہنچتے پہنچتے اس ہیچ مداں کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی۔ اب نثری نظموں کے مجموعے کثرت سے منظرِ عام پر آنے لگی ہیں اور نثری نظمیں رسائل کے صفحات پر کثرت سے نظر آنے لگی ہیں۔ اس بابت ربندر ناتھ ٹیگور کا یہ قول لائقِ توجہ ہے کہ نثری نظم کی تخلیق پابند نظم کی تخلیق سے مشکل تر ہے اور وہی شخص اس پر طبع آزمائی کرنے کا مجاز ہے جو پہلے سے پابند نظم کی صنف پر عبور حاصل کر چکا ہے، کوئی ایرا غیرا نہیں۔ راقم الحروف بھی ٹیگور کا ہم خیال ہے، کیوں کہ شاعری میں خارجی آہنگ سے زیادہ مشکل داخلی آہنگ پیدا کرنا ہوتا ہے جسے ایک منتہی شاعر اور ماہر فن کار ہی انجام دے سکتا ہے۔

لہٰذا "کشکولِ ادب" میں شامل شدہ نثری نظموں کو پڑھ کر غالب کا یہ شعر زبان پر آگیا:

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ ہنر گئی

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے علماء گھنٹوں گھنٹوں تقریر تو کر لیتے ہیں، لیکن انہیں ایک صفحہ لکھنے کے لئے کہا جائے تو لکھ نہیں سکتے۔ مگر مولانا مطیع اللہ نازشؔ ایک مولانا ہونے کے باوجود ادبیات اور اسلامیات کے گونا گوں پہلوؤں پر صفحہ در صفحہ مضامین لکھ کر قرطاس کے ہزاروں اوراق سیاہ کر چکے ہیں۔ ناچیز کے خیال میں اڑیسہ جیسے دور دراز علاقے میں ان کا وجود ایک نعمتِ غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

کرامت علی کرامت

۲۸/اکتوبر ۲۰۲۱ء

ے اڈیشا کی درسیات برائے اسکول اور مدارس میں نازش صاحب نے کئی سوانح عمریاں رقم کیں ہیں۔
مثلاً گوپ بندھو داش، برائے درجہ چہارم دلکش اردو، (۸) فخر اڈیشا مدھوسدن داس درجہ پنجم دلکش اردو (۹)
مولانا محمد اسمعیل کٹکی" درجہ ششم دلکش اردو۔ (۱۰) مجاہد آزادی نیتا جی شبھاس چندر بوس برائے درجہ ہفتم
دلکش اردو (۱۱) مختصر سوانح مولانا سید سراج الساجدین قاسمی برائے درجۂ دہم گلستانِ اردو ان کی نعت، درود
سلام کے ضمن میں ان مضامین کو اڈیشا کے اسکولوں اور مدارس میں سبھی اردو خواں طلبہ پڑھ رہے ہیں اور فیض
ب ہو رہے ہیں یہ ان کا ایک عظیم ادبی کارنامہ ہے۔

نوشت: اس کے برعکس خودنوشت سوانح (آپ بیتی) لکھنا بظاہر تو آسان ہے لیکن حقیقت میں سوانح نگاری
زیادہ دشوار اور نازک فن ہے، کیونکہ اس میں مصور اپنی تصویر بذریعہ قلم خود بناتا ہے، عاجزی وانکساری کا کتنا
ظاہرہ ہو لیکن جیسا کہ انسانی فطرت ہے کہ ہر لکھنے والے کا ہیرو وہ خود ہوتا ہے۔ لہٰذا تحریر میں اس شخصیت کا
پہلو حاوی ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ناقدین کی رائے ہے کہ خودنوشت سوانح حیات انسانی زندگی کی وہ روداد
وہ خود رقم کرتا ہے، اس میں سوانح حیات کی کسی دوسری شکل سے زیادہ سچائی ہونا چاہیے۔ اگر کوئی کسر رہ
مبالغہ در آیے تو وہ اچھی خودنوشت قرار نہیں پاتی۔ جیسا کہ سر رضا علی اپنی سوانح "اعمال نامہ" کے دیباچہ
یں "میرے نزدیک اپنے لکھے ہوئے سوانح حیات کی

The book is based on the study of Historical and Cultural Research articles in Urdu Literature and Blank Verses(Prose Poems).

by

Mohammed Motiullah Nazish

مطیع اللہ نازشؔ نے تین قسم کے مضامین لکھے ہیں۔ (۱) ادبی مضامین (۲) عمرانیات پر مبنی مضامین (۳) اصلاحی مضامین۔ ''عکس بصیرت''، ''اڑیسہ میں اردو نثر نگاری'' اور زیرِ نظر مجموعہ ''کشکولِ اردو ادب'' نازشؔ کے ادبی مضامین کے نمونے ہیں۔ ''عکس تہذیب'' اور ''اسلامی عمرانیات'' میں انہوں نے اسلامیات کی روشنی میں عمرانیات کی تشکیل نو کی ہے۔ ''عکسِ معاشرہ'' نامی کتاب میں انہوں نے مسلم سماج کی اصلاح کا بیڑا اٹھا کر خود کو تعمیر پسند تحریک یا تحریک ادب اسلامی میں شامل کرلیا ہے جو ۱۹۴۸ء میں ترقی پسند تحریک کی بے راہ روی کے ردعمل کے طور پر معرضِ وجود میں آئی تھی۔ اس اعتبار سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مطیع اللہ نازشؔ اڑیسہ جیسے اردو کے مرکزی علاقوں سے بہت دور رہ کر سرسید، حالی، محمد حسین آزاد، شبلی، سید سلیمان ندوی اور عبد الماجد دریا آبادی جیسے اکابر کی روایت کو آگے بڑھانے میں روز و شب منہمک نظر آتے ہیں۔

زیرِ نظر تصنیف ''کشکولِ اردو ادب'' میں بہت سے ادبی اور لسانی موضوعات پر مضامین شاملِ اشاعت ہیں۔ ان میں سے بعض مضامین ایسے ہیں جنہیں وسعت دے کر لکھا جائے تو پی ایچ ڈی کے مقالوں کی شکل ختیار کرلیں۔ مثلاً ''ترقی پسند ادب کے ارتقاء میں اردو نثر نگاروں کا حصہ''، ''اردو وفیات نگاری''، ''اردو نثر میں رقعہ نگاری، سوانح عمری، مکتوب نگاری، خودنوشت رقم کرنے کی روایت''، ''اردو کے فروغ میں مدارسِ دینیہ کا ردار''، ''اڈیشا میں اردو کے تعلیمی مسائل اور ان کا حل'' وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جن پر الگ الگ تحقیقی کارنامہ ام دیا جاسکتا ہے۔ غرض کہ مطیع اللہ نازشؔ کوزے میں سمندر سمونے کے فن سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اڑیسہ اردو شاعروں کے تذکروں کو راقم الحروف اور ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری نے جہاں لا کر چھوڑا تھا، وہیں سے نازشؔ س روایت کو آگے بڑھا کر حال یعنی ۲۰۲۱ء تک پہنچا دیا ہے۔

(ڈاکٹر) کرامت علی کرامت

دیوان بازار، کٹک

ISBN 978-93-92496-

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE